❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت خلافت
وقت 5-7منٹ

دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی

(تقریر نمبر2 بابت خلافتِ ثانیہ)

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں فرمایا ہے۔

لَقَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ عَزِيۡزٌ عَلَيۡهِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِيۡصٌ عَلَيۡكُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ(التوبہ:128)

وہ عکس بن کے مری چشم تر میں رہتا ہے
عجیب شخص ہے پانی کے گھر میں رہتا ہے

معزز سامعین! میری آج کی گزارشات کا عنوان ہے۔دونوں طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی

ایک مشہورِ زمانہ شاعر جناب ظہیر دہلوی کا شعر ہے جس سے شاعر موصوف خوب شہرت سمیٹی وہ شعر یوں ہے۔

چاہت کا جب مزا ہے کہ وہ بھی ہوں بے قرار
دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی

شاعر نے اِس شعر میں مجازی محبت کا احوال بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ محبت اور چاہت تو اُس وقت عروج کو چھوتی ہیں کہ جب مُحِبّ بھی بے قرار ہو اور محبوب میں بھی محبت اور عشق جوش مار رہا ہو۔یکطرفہ محبت نہ ہو تب جا کر محبت کی جو آگ دونوں طرف سے لگے تو کمال ہے۔شاعر نے تو استعارۃً محبت کا اظہار کیا ہے کہ کاش! دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی لیکن روحانی دنیا میں محبت نہ یکطرفہ ہوتی ہے اور نہ ہی کسی افسوس، کاش کہنے اور افسردگی و شرمندگی کے اظہار کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔اِس شعر کو ذرا تظمین کے ساتھ یوں اگر پڑھا جائے کہ ”دونوں طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی“۔کہ یقین کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ محب اور محبوب، عاشق اور معشوق دونوں اطراف میں محبت کے شعلے برابری کی سطح پر روشن ہو کر بلند ہو رہے ہیں۔یہ کیفیت انبیاء، اولیاء، فقراء اور اُن کے متبعین کے درمیان اکثر دیکھنے کو ملتی ہے۔اگر اِس اصول کو ہم جماعتِ احمدیہ میں خلیفۃُ المسیح اور مؤمنین کی جماعت پر لاگو کریں تو یہ مضمون کھل کر سامنے آتا ہے کہ خلیفۃُ المسیح دنیا میں پھیلے کونے کونے میں موجود ہر احمدی سے محبت کرتے، اُس کے لئے دعا کرتے ہیں تو مدِّ مقابل وہ احمدی بھی اپنی جان، مال، وقت اور عزّت کو اپنے آقا کے لئے قربان کرنے کو تیار ہوتا ہے۔یہی وہ نعمت ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۃ توبہ آیت 128 میں بیان کیا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ یقیناً تمہارے پاس تمہی میں سے ایک رسول آیا۔اُسے بہت سخت شاق گزرتا ہے جو تم تکلیف اُٹھاتے ہو اور وہ تُمہارے لئے خَیر کا بہت بھوکا ہے۔مؤمنوں کے لئے بے حد مہربان اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔اِسی مضمون کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کی بشارت دیتے ہوئے بیان فرمائی کہ

خِيَارُ أَئِمَّتِكُمُ الَّذِينَ تُحِبُّونَهُمْ وَيُحِبُّونَكُمْ وَيُصَلُّونَ عَلَيْكُمْ وَتُصَلُّونَ عَلَيْهِمْ وَشِرَارُ أَئِمَّتِكُمُ الَّذِينَ تُبْغِضُونَهُمْ وَيُبْغِضُونَكُمْ وَتَلْعَنُونَهُمْ وَيَلْعَنُونَكُمْ

(صحیح مسلم کتاب الامارہ باب خیار الائمۃ حدیث نمبر1855)

یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے بہترین لیڈر وہ ہیں جن سے تم محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت کرتے ہیں اور وہ تمہارے لیے دعائیں کرتے ہیں اور تم اُن کے لیے دعائیں کرتے ہو اور تمہارے بدترین لیڈر وہ ہیں جن سے تم نفرت کرتے ہو اور وہ تم سے نفرت کرتے ہیں تم ان پر لعنت کرتے ہو اور وہ تم پر لعنت کرتے ہیں۔

سامعین! خلافتِ احمدیہ کے 117 سالہ مبارک دَور خلافت اور جماعت کے باہمی پیار اور محبت کے تعلق کے حوالہ سے اتنا ایمان افروز ہے کہ اِس کو ایک تقریر میں سمونا مشکل ہے۔ لہٰذا اِس ایمان افروز داستان کو تین چار تقاریر میں پھیلایا جا رہا ہے۔ سب سے پہلے خلافتِ اولیٰ میں خلیفۃُ المسیح کی احبابِ جماعت سے محبت اور احبابِ جماعت کی اپنے پیارے خلفاء سے عشق اور وفا کا ذکر اپنی ایک تقریر میں کر چکا ہوں۔ آج خلافتِ ثانیہ کا ذکر کرتے ہیں۔

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ بھی حضرت خلیفۃُ المسیح الاوّلؓ کی طرح ہی سراپا محبت تھے اور جماعت کے روحانی باپ تھے۔ آپؓ نے فرمایا تھا کہ تمہارے لیے ایک شخص درد رکھنے والا، تمہاری محبت رکھنے والا تمہارے لیے راتوں کو دعائیں کرنے والا ہے وہ تمہارے لیے مولیٰ کے حضور تڑپتا رہتا ہے۔

(برکات خلافت، انوار العلوم جلد 2 صفحہ 158)

پھر حضورؓ اپنے پیروکاروں سے اپنی محبت کا احوال یوں بیان فرماتے ہیں:

مَیں دیانت داری سے کہہ سکتا ہوں کہ لوگوں کے لیے جو اخلاص اور محبت میرے دل میں میرے اس مقام پر ہونے کی وجہ سے ہے جس پر خدا نے مجھے کھڑا کیا ہے اور جو ہمدردی اور رحم میں اپنے دل میں پاتا ہوں وہ نہ باپ کو بیٹے سے ہے اور نہ بیٹے کو باپ سے ہو سکتا ہے۔

(الفضل 14/ اپریل 1924ء)

قادیان سے پاکستان ہجرت کے دنوں میں حضرت مصلح موعودؓ رات کو چھپ کر گھر سے دور تنہائی میں جماعت کے لیے دعائیں کرتے تھے۔ حضورؓ نے قادیان سے ہجرت سے پہلے احمدیوں کی امانتوں کو لاہور بھجوا دیا جس سے ہزاروں احمدیوں کو نئی زندگی شروع کرنے میں آسانی ہوگئی۔ حضور ہندوستان سے پاکستان ہجرت کر کے آنے والے احمدیوں کے لیے خاص طور پر 25 روپے روزانہ صدقہ دیتے تھے۔ ان کے آنے کے وقت قرآن کی تلاوت کرتے رہتے اور بے چینی کی وجہ سے بیٹھ نہیں سکتے ٹہل کر پڑھتے تھے۔ جب تک اِن (کے قافلہ) کی آمد کی خبر نہ مل جاتی۔

(الفضل 16/ فروری 2000ء)

لاہور میں راشن کی کمی کی وجہ سے سب کارکنان کے لیے روٹی کا کوٹہ مقرر تھا جس کی حضورؓ بھی پابندی کیا کرتے تھے۔ حضورؓ کے ایک پوتے نے کہا کہ میرا اِس سے پیٹ نہیں بھرتا۔ فرمایا:

جو کوٹہ عام جماعت کے لیے ہے وہی تمہارے لیے بھی ہے میری آدھی روٹی تم کھا لیا کرو۔

حضرت مصلح موعودؓ کی ازواج میں سے ایک نے گھر میں قالین بچھایا۔ وہ کچھ خاص قیمتی نہیں تھا۔ ایک خاتون حضورؓ سے ملنے آئی اور مٹی سے لَت پَت پاؤں لے کر اِس قالین پر چڑھ گئی اور کام کے بعد واپس چلی گئی۔ بعد میں حضور کو احساس ہوا کہ کسی گھر والے نے اِس کا بُرا منایا ہے تو حضورؓ نے فوراً ایک ملازمہ کو بلا کر فرمایا:

یہ قالین فوراً یہاں سے لے جا کر باہر پھینک دو۔ یہ میرے اور میری جماعت کے درمیان حائل ہو رہا ہے۔

(الفضل 24/ مئی 2019ء)

صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب ملتان میں ڈپٹی کمشنر تھے۔ حضور وہاں تشریف لے گئے وہاں اُن کے گھر قیمتی فرنیچر دیکھا تو فرمایا تمہارا قیمتی فرنیچر غریب اور کمزور احمدیوں سے ملاقات میں روک نہیں بننا چاہیے۔

(الفضل 16/ فروری 2000ء)

صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کی روایت ہے کہ جماعت کسی ابتلا سے گزر رہی ہوتی تو حضورؓ بستر چھوڑ کر فرش پر سوتے جب تک کہ خدا کی طرف سے کوئی اشارہ نہ ہوتا۔

(الفضل 16/ فروری 2000ء)

حضورؓ کے بچے گھر سے باہر دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ حضورؓ کے ایک لڑکے نے کسی لڑکی کو تھپڑ مار دیا۔ حضورؓ نے دیکھا تو دونوں کو بلا لیا اور اُس لڑکی سے کہا کہ میرے بیٹے کے منہ پر اُسی طرح تھپڑ مارو۔

اس لڑکی کی تو ہمت نہ پڑی مگر حضورؓ نے اپنے بیٹے سے فرمایا:
مَیں اس کا بھی باپ ہوں اب اگر تم نے اس پر ہاتھ اٹھایا تو مَیں تمہیں سخت سزا دوں گا۔

(الفضل 24 مئی 2019ء)

حضرت مصلح موعودؓ کے تمام 13 بیٹے تقسیم ہند کے بعد قادیان میں رہ گئے تھے۔ کچھ دنوں بعد قادیان کا محاصرہ کر لیا گیا تو حضور نے اپنے بچوں کے نام ایک خط میں لکھا۔ جہاں تک ظاہری حالات اور ہماری معلومات کا تعلق ہے ہندوستان کی فوج کی مدد سے سکھوں کے جتھے قتلِ عام شروع کرنے والے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں تم سب بھی قتل کر دیے جاؤ گے۔ مَیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم سب بھائی بشاشت سے اور ہنستے مسکراتے خدا کی راہ میں جان دینا۔ کسی قسم کا خوف تمہارے چہروں پر بھی نہ آئے۔

(یادوں کے دریچے از مرزا مبارک احمد صفحہ 58)

پھر حضورؓ نے تحریک فرمائی کہ ہم قادیان کسی صورت میں مکمل طور پر نہیں چھوڑیں گے اور ایسے 313 جانبازوں کی ضرورت ہے جو جان ہتھیلی پر رکھیں اور مقاماتِ مقدسہ کی حفاظت کریں۔ حضورؓ نے فرمایا میرا ایک بیٹا میری نمائندگی میں ان کے ساتھ رہے گا۔ چنانچہ اس خوش قسمت بیٹے مرزا وسیم احمد نے ساری عمر وہیں گزار دی۔

حضرت مصلح موعودؓ نے فرقان بٹالین قائم کی تو حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کو اس کا نگران بنایا۔ اس بٹالین میں شرکت کی تحریک کے لیے ایک بزرگ تحریک کر رہے تھے۔ مجلس میں ایک نوجوان بھی تھا جس کی بیوہ ماں پردے کے پیچھے سن رہی تھی۔ جب لوگ نام لکھوا رہے تھے تو اس عورت نے اپنے بیٹے کو آواز دی کہ خلیفہ کا نمائندہ تمہیں بلا رہا ہے تم اپنا نام کیوں نہیں لکھوا رہے۔ حضرت مصلح موعودؓ کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ نے دعا کی کہ اے خدا! اگر جان لینی مقدر ہو تو اس بچے کی جان نہ لینا میرے بیٹے کی جان لے لینا۔ خدا نے یہ بات سن لی اور وہ سلامت واپس آ گیا۔

الغرض حضرت مصلح موعودؓ نے احبابِ جماعت جہاں جہاں اور جب بھی جان، مال اور وقت کی قربانی کا مطالبہ کیا آپؓ نے اپنی اولاد اور افرادِ خاندان مسیح موعود کو ساتھ رکھا اور اُن سے بھی وہی قربانی لی جس کا مطالبہ احباب و خواتین جماعت سے کیا۔

سامعین! حضرت مصلح موعودؓ نے ایک دفعہ مرزا غلام اللہ صاحب سے فرمایا کہ دوستوں کو حقہ چھوڑنے کی تلقین کیا کریں۔ وہ خود حقہ پیتے تھے۔ انہوں نے گھر آ کر اپنا حقہ جو دیوار کے ساتھ کھڑا تھا اسے توڑ دیا۔ بیوی نے پوچھا تو کہا۔ مجھے حضرت صاحب نے حقہ پینے سے لوگوں کو منع کرنے کی تلقین کرنے کے لیے ارشاد فرمایا ہے اس لیے پہلے اپنے حقے کو توڑا ہے اور پھر مرتے دم تک حقے کو ہاتھ نہ لگایا اور دوسروں کو بھی حقہ چھوڑنے کی تلقین کرتے رہے۔

(سوانح فضل عمر جلد 2 صفحہ 34)

سامعین! حضرت مصلح موعودؓ نے روسی علاقوں میں تبلیغ کا ارشاد فرمایا تو نوجوان نتائج کی پروا کیے بغیر پاسپورٹوں کے بغیر نکل کھڑے ہوئے۔ وہاں جا کر قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتے رہے مگر قید میں بھی تبلیغ نہیں چھوڑی۔ حضرت مولوی ظہور حسین صاحب اپنی آپ بیتی میں لکھتے ہیں کہ کئی دن تک وہ نہ رات کو سو سکے نہ دن کو اور مسلسل فاقے کرنے پڑے۔ اِن کے سامنے قید میں سؤر کا گوشت بھی رکھا جاتا تھا جسے وہ کھا نہیں سکتے تھے اور محض پانی میں روٹی بھگو کر کھاتے۔ ان کو بدترین قید میں رکھا گیا اور طرح طرح کی اذیتیں قید میں ان کو دی گئیں۔

(آپ بیتی مجاہد بخارا)

اِسی طرح آپؓ نے 1923ء میں تحریک شدھی کے خلاف مہم چلائی تو سینکڑوں رضاکار حاضر ہو گئے جنہوں نے جماعت سے ایک پیسہ بھی نہیں لیا اور اپنا سامان سروں پر اٹھا کر میلوں پیدل چلتے رہے، بھوکے سوتے رہے مگر اسلام اور اپنے امام کی محبت پر کوئی آنچ نہیں آنے دی۔ اِسی تحریک کے دوران ریاست بھرت پور کے گاؤں کی ایک بڑھیا مسلمان ہو گئی تو اس کی فصل کاٹنے سے اُس کے بیٹوں نے انکار کر دیا تو حضرت مصلح موعودؓ کے حکم پر قادیان کے گریجوایٹ اور عربی فاضل اِس بڑھیا کی فصل کاٹنے کے لیے پہنچے۔ وہ جو صرف قلم چلاتے تھے اور کبھی درانتی اور کسّی نہیں پکڑی تھی وہ زخمی ہاتھوں سے اسلام اور امام کی غیرت دکھا رہے تھے۔

(تاریخ احمدیت جلد 5 صفحہ 347)

اِسی تحریک شدھی کے موقع پر ایک بنگالی نے حضورؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر میرے دس بیٹے ہوں اور وہ سارے کے سارے خدمت دین کرتے ہوئے مارے جائیں تب بھی مَیں کوئی غم نہیں کروں گا بلکہ مَیں خود بھی خدا کی راہ میں مارا جاؤں تو میرے لیے عین خوشی کا موجب ہو گا۔ (الفضل 15 مارچ 1923ء)

سامعین! آئیں! اب مبلغین کی اطاعت، فرمانبرداری اور فدائیت کے واقعات سنتے ہیں۔ حضرت حکیم فضل الرحمٰن صاحبؓ شادی کے تقریباً ڈیڑھ برس بعد جب 1933ء میں مغربی افریقہ بھجوائے گئے تو آپ چودہ سال اپنے مقدس فریضہ کی ادائیگی کے بعد جب مرکز واپس تشریف لائے تو بڑھاپے میں قدم رکھ چکے تھے اور آپ کی اہلیہ جنہوں نے شادی کے بعد صرف ڈیڑھ برس ہی اپنے خاوند کے ساتھ گزارے تھے وہ بھی اب ادھیڑ عمر کو پہنچ چکی تھیں۔ لیکن یہ سب کچھ محض اللہ کے دین کی خاطر اور اپنے امام کی محبت میں تھا۔

(روح پرور یادیں صفحہ 31۔ 32 از محمد صدیق امرتسری)

اِسی طرح حضرت مولانا رحمت علی صاحب کو انڈونیشیا بھجوایا گیا مگر جماعت کے کمزور مالی حالات کے پیشِ نظر انہیں اپنے بیوی بچوں سے ملنے کے لیے واپس نہ بلایا جا سکا۔ ایک دن اُن کے سب سے چھوٹے بیٹے نے اپنی ماں سے پوچھا کہ اماں! سکول میں سب بچے اپنے ابا کی باتیں کرتے ہیں میرے ابا کہاں چلے گئے کہ واپس آنے کا نام ہی نہیں لیتے۔ ماں یہ سن کر آبدیدہ ہو گئی اور انڈونیشیا کی سمت انگلی اٹھا کر یہ کہا کہ بیٹا! تمہارے ابا اس طرف خدا کا پیغام پہنچانے گئے ہیں اور اُسی وقت واپس آئیں گے جب خدا کو منظور ہو گا۔ انڈونیشیا میں اپنے اہل وعیال سے الگ رہ کر تبلیغ و تربیت میں جو وقت انہوں نے صرف کیا اُس کا عرصہ 26 سال بنتا ہے۔ بالآخر جماعت نے یہ فیصلہ کیا کہ اب ان کو مستقلاً واپس بلا لیا جائے۔ تب اُن کی بوڑھی بیوی حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر بڑے درد سے یہ عرض کیا کہ مَیں جوان تھی تو اللہ کی خاطر صبر کیا اور اپنے بچوں کو کسمپرسی کی حالت میں پالا پوسا اور جوان کیا۔ اب جبکہ مَیں بوڑھی اور بچے جوان ہو چکے ہیں اب تو میری تمنا پوری کر دیجیئے کہ میرا خاوند مجھ سے دور خدمتِ دین کی مہم ہی میں دیارِ غیر میں مر جائے اور مَیں فخر سے کہہ سکوں کہ مَیں نے اپنی تمام شادی شدہ زندگی دین کی خاطر قربان کر دی۔

(ماہنامہ خالد ربوہ فروری 1988ء)

مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ مبلغین کے وفد کے ساتھ 1946ء میں لندن پہنچے۔ اس وقت لندن مشن کی صورت حال انہوں نے ایک انٹرویو میں بیان کی جس کا کچھ حصہ احباب کی خدمت میں پیش ہے۔ فرماتے ہیں:

حضرت صاحبؓ نے ہمیں تقسیم ہند کے بعد لکھا کہ ملک تقسیم ہو گیا ہے۔ ہم لاہور آ گئے ہیں اس لیے مَیں اب ان تمام مبلغین کو جنہوں نے وقف کیا ہوا ہے وقف سے آزاد کرتا ہوں جو آزاد ہونا چاہتا ہے ہو جائے جب حالات بہتر ہوں گے مَیں تنکا تنکا اکٹھا کر کے گھونسلہ بنالوں گا اور آپ کو بلالوں گا۔ کرم الٰہی ظفر صاحب نے لکھا کہ مجھے الاؤنس نہ دیں مجھے رہنے کی اجازت دیں مَیں اپنے طور پر تبلیغ کرتا ہوں۔ وہ پرفیوم بیچا کرتے تھے اس لیے وہ سپین میں رہ گئے۔ عطاء الرحمان صاحب نے کہا کہ مجھے فارغ نہ کریں مجھے رہنے دیں وہ فرانس میں تھے۔ تیسرا مَیں تھا... یہ جو وقت تھا مالی تنگی کا یہ تین چار ماہ رہا اس کے بعد پھر حضرت صاحب نے پیسے بھجوانے کا انتظام کر دیا تھا۔

قادیان کی حفاظت کے لیے ایک احمدی خاتون نے اپنے بیٹے کو بھیجا اور جاتے ہوئے یہ وصیت کی "بیٹا! دیکھنا پیٹھ نہ دکھانا" سعادت مند بیٹے نے ماں کے فرمان کی لاج رکھ لی اور شہادت سے چند لمحے پہلے اپنی ماں کے نام یہ پیغام دیا "میری ماں سے کہہ دینا کہ تمہارے بیٹے نے تمہاری وصیت پوری کر دی ہے اور لڑتے ہوئے مارا گیا ہے"

(الفضل 11/ اکتوبر 1947ء)

حضرت مصلح موعودؓ نے وقار عمل کی تحریک فرمائی اور نمونہ دکھانے کے لیے کسّی پکڑی تو مخلصین کی جان پر بن آئی تو کئی مخلصین ایسے تھے جو کانپ رہے تھے اور دوڑے دوڑے آئے اور کہتے حضور! تکلیف نہ کریں۔ ہم کام کرتے ہیں اور حضور کے ہاتھ سے کسّی اور ٹوکری لینے کی کوشش کرتے۔ لیکن حضور ان کے ساتھ مل کر کام کرتے رہے۔

(تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 50)

سامعین! حضرت مصلح موعودؓ نے 1944ء میں وقف جائیداد کی تحریک فرمائی تھی۔ حضرت مسیح موعودؑ کے ایک صحابی حضرت میاں خدا بخش صاحبؓ نے سرگودھا سے حضور کی خدمت میں لکھا:

جائیدادیں وقف کرنے کی تحریک پڑھ کر دل کو اس قدر خوشی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ میری جائیداد قریب قریب اس وقت دو لاکھ کی ہے۔ مَیں خدا کے دین کی اشاعت کے لیے بسم اللہ کر کے وقف کرتا ہوں۔ یہ جائیداد کیا چیز ہے۔ میرا سر بھی اس کام کے لیے حاضر ہے...1954ء میں آپ نے اپنی زرعی زمین سے ایک کنال کا رقبہ صدر انجمن احمدیہ کے نام رجسٹری کرا دیا مسجد احمدیہ کی تعمیر شروع کی ادھر یہ مسجد پایہ تکمیل تک پہنچی ادھر واپسی کا بلاوا آ گیا۔ (تاریخ احمدیت جلد 10 صفحہ 539)

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے عورتوں کو تحریک کی کہ وہ چندوں کی وصولی میں مدد کریں۔ اس پر ایک جماعت کے دوستوں نے جاکر ایک سست دوست کی بیوی سے کہا کہ اس کام میں آپ ہماری مدد کریں۔ اس دوست نے جب تنخواہ لا کر بیوی کو دی تو اس نے پوچھا کہ آپ چندہ دے آئے ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ نہیں چندہ تو نہیں دیا سیکرٹری ملا نہیں تھا۔ پھر دے دوں گا۔ مگر بیوی نے کہا کہ مَیں تو ایسے مال کو ہاتھ لگانے کو تیار نہیں ہوں جس میں سے خدا تعالیٰ کا حق ادا نہ کیا گیا ہو۔ مَیں تو نہ اس سے کھانا پکاؤں گی اور نہ کسی اور کام میں صرف کروں گی۔ مرد نے کہا چندہ مَیں صبح دے دوں گا۔ اس وقت دیر ہو چکی ہے رکھو۔ مگر بیوی نے کہا کہ پہلے چندہ ادا کر آؤ۔ پھر مَیں ہاتھ لگاؤں گی۔ اس پر وہ شخص اسی وقت سیکرٹری مال کے پاس گیا اور ادائیگی کی اور کہا کہ آئندہ تنخواہ کے ملنے کے دن ہی مجھ سے چندہ لے لیا کرو تا گھر میں جھگڑا نہ ہو۔

(الفضل 12/ مئی 1939ء)

سامعین! 1934ء میں تحریک جدید کے آغاز پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے واقفین زندگی کا مطالبہ کیا جس پر بیسیوں احباب نے لبیک کہا اور اموال پیش کر دیے۔ دنیا بھر میں تبلیغ کی ایک مربوط اور منظم سکیم کا آغاز ہوا۔ اسلام کی اشاعت کے لیے سابقہ بزرگوں نے بہت محنت کی ہے مگر اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں تبلیغ اسلام کا یہ سب سے بڑا اور مربوط اور منظم منصوبہ ہے جو خلافت اور جماعت کے تعلق کی زندہ داستان ہے۔ جماعت نے اپنے جگر گوشے پیش کر دیے اور خلافت نے ان کو سینے سے لگا لیا۔ 80 ہزار سے زائد تو صرف واقفین نو ہیں۔ جماعت نے اپنے اموال پیش کر دیے تو خلافت قائم کرنے والے خدا نے ہزاروں گنا بڑھا کر لوٹا دیے۔

ایک صاحب 1934ء میں احمدی ہوئے اور اسی وقت تحریک جدید کے مالی جہاد میں شامل ہو گئے۔ ایک عرصہ بعد انہوں نے اپنی آمد کا اندازہ کر کے 2034ء تک سو سال کا چندہ ادا کر دیا جب کہ ان کی وفات 2002ء میں ہو گئی مگر وہ آج بھی تحریک جدید کے مجاہدین میں شامل ہیں۔

(الفضل 28/ اپریل 2004ء)

اخبار سیاست کے ایک مضمون نگار نے لکھا کہ "آئے دن چندے دیتے دیتے قادیانی مرید تھک سے گئے ہیں"۔ اس پر ایک احمدی نے حضرت مصلح موعودؓ کو لکھا:

سیاست کے بودے اعتراضات پڑھے جن کو ایک عقلمند نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے... احمدی احباب تھک نہیں گئے بلکہ استقامت سے اپنے فرض منصبی کو ادا کر رہے ہیں لہٰذا مبلغ ایک سو روپیہ بندہ اپنے حساب سے زائد ایک لاکھ کی تحریک میں نقد ارسال کرتا ہے تا کہ دشمنوں کو معلوم ہو جائے کہ احمدی چندوں سے ہرگز نہیں تھکتے بلکہ اگر امام وقت حکم فرمائیں کہ جانیں حاضر کرو تو بغیر حیل و حجت کے حاضر ہو جاویں۔

(الفضل 21/ اپریل 1925ء)

حضرت مصلح موعودؓ نے جلسہ سالانہ 1957ء پر وقف جدید کا اعلان کیا۔ واقفین کی درخواستیں آنی شروع ہو گئیں۔ چنانچہ 18/ جنوری 1958ء کو چودہ واقفین کو بطور معلم منتخب کر لیا گیا ان کے لیے ایک ہفتہ کی تربیتی کلاس منعقد کی گئی اور یکم فروری 1958ء کو چھ معلمین کا پہلا قافلہ سوئے منزل روانہ ہو گیا۔ چنانچہ پہلے سال کے اختتام پر 90 مراکز وقف جدید کے تحت قائم ہو چکے تھے اور ستر ہزار روپیہ کی مطلوبہ رقم بھی موصول ہو گئی۔

خلافت پہ ہم سب ہیں قربان ہر دم
سبھی مر مٹیں جب اشارہ ہوا ہے
اُدھر خوش ہوں آقا ، سبھی مسکرائیں
سکونِ قلب ہر کسی کو ملا ہے

(اِس تقریر کی تیاری میں مکرم عبد السمیع خان صاحب آف کینیڈا کے ایک مضمون سے استفادہ کیا گیا ہے۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ)

✡✡✡✡